اس سلسلے میں ماہنامہ فکر و نظر اور اس کے مدیر کا طرزِ عمل نہایت جارحانہ اور مسلم آزار رہا ہے۔ دین کو نئے سانچوں میں ڈھالنا، مذہب کو عالمی بدامنی کا ذریعہ سمجھنا، اسلام کو اشتراکیت سے ہم آہنگ کرنا علماء حق کو راستے سے ہٹا دینا یا انہیں پا بجولاں کرنا مدارس اور دینی اداروں کو بزورِ شمشیر تالے لگوا دینا اور ملک کو ترکی اور دیگر لادینی ریاستوں کے مطابق کر دینا وغیرہ اس کے اداریوں اور مدیر کے تدبیر کا اب تک محور رہا ہے۔ یہ طرزِ عمل نہ صرف یہ کہ حکومت اور علماء حق کے درمیان بے اعتمادی اور نفرت کی خلیج وسیع سے وسیع تر ہونے کا سبب بن رہا ہے، بلکہ تمام مسلمانوں کی بے چینی اور اضطراب میں بھی اضافہ در اضافہ کا موجب ہے۔ اگر ادارہ سے اس قسم کا دل آزار لٹریچر شائع ہوتا ہے اور ڈاکٹر صاحب کو کسی دوسرے سرکاری منصب یا غیر سرکاری حیثیت میں اپنے ملحدانہ خیالات کی اشاعت کی کھلی چھٹی ہو تو ایک شخص کے استعفیٰ سے وہ اضطراب اور بے چینی ختم نہ ہو سکے گی جس نے خیبر سے چاٹگام تک ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ بنیادی طور پر کرنے کا کام یہ ہے کہ ادارۂ تحقیقات کے عزائم، مقاصد اور طریقِ کار کو صحیح دینی خطوط پر از سرِ نو تشکیل کر کے اسے ملک کے معتمد علیہ متبحر علماء حق کے سپرد کر دیا جائے جو دینی اقدار اور روایات کی ابدیت اور صداقت پر دل و جان سے ایمان رکھتے ہوں اور جنہیں جدید عصری تقاضوں پر بھی مومنانہ بصیرت کے ساتھ گہری نظر بھی ہو ورنہ یہ بات یقینی ہے کہ موجودہ کیفیت برقرار رکھنے کی شکل میں قوم کی دولت اور وقت ضائع کرنے اور مسلمانوں کا ذہنی انتشار اور بد اعتمادی کی فضا میں مبتلا رہنے کے سوا کچھ نہ ہو سکے گا، پاکستان کی اکثریت کو دینی انحطاط کے باوجود اپنی تابندہ روایات کی تاریخی صلابت اور دوام و سچائی پر ایسا پختہ ایمان ہے جسے اسمتھ اور شاخت کے فراہم کردہ اوزار سے نہیں توڑا جا سکتا۔ دین کی اعلاء اور سربلندی اور اسلامی نوامیس کی حفاظت کے لئے مسلمانوں اور علماء حق کا یہ جوش و اضطراب اور یہ سوز و تڑپ کسی سیاسی اور مادی تحریک یا کسی شخص اور فرد سے ذاتی عناد اور تعصب پر ہرگز مبنی نہیں بلکہ مقصود اوّل و آخر دین اور اس کی طفیل ملک و ملت کی فلاح و بہبود ہے اور اس کے لئے بحمد اللہ ملک میں تن من دھن سب کچھ لٹانے والوں کی کمی نہیں اور دعوت و عزیمت کے روشن میناروں سے ملک کا گوشہ گوشہ جگمگا رہا ہے۔

★

کراچی میں ولی عہد اردن شہزادہ حسن اور مس ثروت کی شادی نے ملوک غسان اور شاہان ساسان کے الف لیلوی قصوں کی یاد تازہ کر دی، نشست گاہ کی آرائش کیلئے بیروت تک سے تازہ پھول لائے گئے بے حد و حساب رسومات میں صرف ایک رسم "جوتا چرائی" کی قیمت ۲ ہزار